

مسلمان کی تعریف

ڈاکٹر سزلیہ الرحمن۔ ایڈوکیٹ۔ کراچی

الحق کی گزشتہ چند اشاعتوں میں آپ نے قومی اسمبلی کی کاروائیوں سے متعلق جو اطلاعات شائع کی ہیں، وہ خاصی اہم ہیں، میرا خیال ہے کہ اس طرف مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ کوشش کر کے اطلاعات حاصل کی جائیں اور تبصرہ کیساتھ شائع کی جائیں۔ اس سے دو فائدے متصور ہیں، ایک تو یہ کہ قارئین کو بہت سی ان باتوں کا علم ہو جائے گا جو انہیں دیگر اخبارات و رسائل کے ذریعہ معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ دوسرا بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ علماء کی اسمبلیوں میں ضرورت کا یہ احساس بڑھے گا کہ علماء اسمبلی کا رکن بن کر دینی اقدار کی حفاظت کے زیادہ اہل ہو سکتے ہیں۔

آپ کی سابقہ اشاعتوں میں ”مسلمان کی تعریف“ کے متعلق نگارشات بھی مطالعہ میں آئیں۔ اس تعریف کے سلسلہ میں چند سطور پیش خدمت ہیں۔ مناسب خیال فرمادیں تو شائع فرمادیں۔

سننہ الرحمہ محمد



امیر کاتب بن امیر العمید الفارابی الاتفاقیہ مطبوعہ ابو حنیفہ ثانی نے شرح اصول التبرودی (مخطوط) میں فخر الاسلام غلامہ بزدوی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مسلمان کو تین انواع ہیں :-

۱۔ ظاہری مسلمان ۲۔ حکمی مسلمان ۳۔ حقیقی مسلمان

۱۔ وہ شخص ظاہری مسلمان ہے جسکی زبان پر کلمہ اسلام اشہد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری ہے۔ اور جو مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ مل کر نماز پڑھتا ہے۔ اس سے قطع نظر اس کے اعتقاد کی حقیقت۔ یہ راقبیت ہو۔

۲۔ وہ شخص حکمی مسلمان ہے جو اپنے مسلمان والدین کی بیعت میں ہونے کی وجہ سے مسلمان قرار پائے۔

۳۔ وہ شخص حقیقی مسلمان ہے جسکی زبان پر کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار پایا جائے۔

۳۔ وہ شخص حقیقی ہے جس نے اللہ کی ذات کو اتر کی تمام تر صفات کے ساتھ جیسی کہ ان کی حقیقت ہے، جان لیا ہو اور رسول و انبیاء کو جیسی کہ انکی حقیقت ہے جان لیا ہو اور ارکان اسلام کو جیسی کہ ان کی حقیقت ہے جان لیا ہو، جن میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیر و شر کا ہونا اور تمام ارکان اسلام کا اعتقاد شامل ہے۔

مندرجہ بالا تعریفات سے آسانی یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ شہادتِ مسلم کے اعتبار سے ہر مسلمان خواہ وہ ظاہری ہو یا کھلی، اس وقت تک مسلمان قرار پائے گا، جب تک کہ اس کا حقیقی مسلمان نہ ہونا ثابت ہو جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ سے ایمان و اسلام سے متعلق جو بات ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ایمان نام ہے پانچ عقائد کا۔ ۱۔ ایمان باللہ ۲۔ ایمان بالرسول ۳۔ ایمان بالملائکہ ۴۔ ایمان بالغیب ۵۔ ایمان بالآخرہ۔ اور اسلام نام ہے پانچ ارکان کا ۱۔ شہادتیں ۲۔ نماز ۳۔ زکوٰۃ ۴۔ روزہ رمضان اور ۵۔ حج۔ چنانچہ ہر وہ شخص جو ان عقائد و ارکان کا معتقد اور اقرار ہی ہو، مسلمان کہلائے گا، البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ اعتقاد اور اقرار اس حقیقت کے مطابق ہو جو کتاب اللہ اور سنت رسول سے ”ظاہر“ ہو۔

مندرجات بالا کی روشنی میں مسلمان کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ حقیقی معنی میں مسلمان وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات و صفات، ملائکہ کے وجود، کتب سماویہ، رسولوں اور آخرت پر قرآن کے ظاہری الفاظ اور آنحضرت کے ارشادات کے مطابق ایمان رکھتا ہو۔

نیز اس اعتقاد کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہو کہ اللہ ایک ہے۔ اس کے سوا دوسرا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے آخری رسول ہیں جن پر سلسلہ وحی ختم ہو چکا۔ نیز عملاً صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ رمضان اور حج بیت اللہ کا قائل ہو، اور یہ باور کرتا ہو کہ حضرت محمد نے قرآن مجید اور اپنی سیرت طیبہ کے ذریعہ جو نظام ہدایت پیش کیا ہے وہ کُل کا کُل صحیح اور آخری طور پر سچا ہے۔

جسٹس سر امیر علی کی کتاب جامع الاحکام فی فقہ الاسلام میں مسلمان کی تعریف یہی الفاظ کی گئی ہے کہ

”صرف جاننا نہیں بلکہ باتفاق امت ماننا بھی شرط ہے۔ اس لئے یہاں جاننے کے ساتھ ماننے کا مفہوم بھی لازماً ملحوظ رکھا جائے گا۔“

مسلمان کی تعریف

ہر وہ شخص جو خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کی رسالت کا اقرار کرتا ہو مسلمان ہے۔ یہ تعریف ہندوستان کی اعلیٰ عدالتوں کے متعدد فیصلوں میں پسند کی گئی ہے۔ چنانچہ عدالت عالیہ سندھ و بلوچستان کے جج مسٹر جسٹس اعلیٰ آغا نے بھی ایک حالیہ مقدمہ مسز عائشہ قریشی بنام حشمت اللہ میں (مندرجہ پی۔ ایل۔ ڈی۔ کراچی شمارہ دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۶۵۷) لکھا کہ "مسلمان ہو جانے کے لئے اسلام کی تمام مستند کتابیں اس پر متفق ہیں کہ اگر ایک شخص اللہ کی وحدانیت پر یقین رکھتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا رسول ہونا مانتا ہے اور خود کو مسلمان کہتا ہے تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ مسلمان کی بھی تعریف ۱۹۰۹ء میں جج عدالت عالیہ مغربی پاکستان جناب جسٹس محمود صاحب نے بمقدمہ عطیہ وارث بنام سلطان احمد خان۔ (مندرجہ پی۔ ایل۔ ڈی۔ ۱۹۵۹ء لاہور صفحہ ۲۰۵ بر صفحہ ۲۰۹) کی تھی ہے۔

اگرچہ اصولی طور پر یہ تعریف صحیح ہے، لیکن یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ محمدؐ کی رسالت کے اقرار کا مطلب مفہوم یہ ہے کہ اسلام کی ان تمام مسلمہ اور بدیہی صداقتوں کا اعتراف و اقرار کیا جائے جو قرآن پاک اور سنت متواترہ کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں اور جن پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ ہمارے فقہاء دین کی ان مسلمہ بدیہی صداقتوں کے لئے ضروریات دین کی اصطلاح استعمال کی ہے جن کا مصداق اسلام کے رہ تمام یقینی اور بدیہی عقائد، عبادات اور احکام ہیں جن سے اسلام عبادت ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "اقدار الملحدین" حضرت السلامہ السید انور علی شاہ الکشمیریؒ)۔ تقریباً آٹھ سال قبل حق نے اپنی کتاب "مجموعہ قوانین اسلام" جلد ۱ مطبوعہ ۱۹۶۵ء میں مسلمان کی تعریف بایں الفاظ کی تھی کہ :

دفعہ ۳۳ شخص خدا کو ایک اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کو اس کا آخری نبی مانتا ہو اور خود کو مسلمان کہتا ہو، مسلمان ہے۔

آنحضرتؐ کی رسالت کو ماننے کا حکم ہی مناجاء ربہ منہو حق (کہ جو کچھ آنحضرتؐ لیکر آئے وہ سب حق ہے) ہے۔ فی زمانہ ہر مسلمان کے ذہن میں یہ امر محفوظ ہو چکا ہے کہ رسول اللہؐ کی رسالت پر ایمان لانا ہی آپ کے لئے ہوئے تمام دین مثلاً نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جزا و سزا، قیامت

لے اسکی تشریح اور امانہ کے طور پر ہم ان تمام عدالتوں کا فیصلہ بھی پیش کر سکتے ہیں جنہوں نے مرزائیوں کو مرتد اور خارج از اسلام قرار دیکر محمد رسول اللہؐ کو نہ صرف رسول بلکہ آخری رسول ماننے کو اسلام کی شرط قرار دیا ہے۔

صحاب و کتاب، ملائکہ، انبیاء سابقین و کتب سابقہ وغیرہ پر ایمان لانا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت پر میرے محترم دوست ماہر القادری صاحب نے مشورہ دیا کہ ”مسلمان کی تعریف میں ”آخری بنی“ کے بعد یہ اضافہ کیا جائے کہ حضورؐ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا بھی قائل نہ ہو۔“ یہ اضافہ جس پس منظر کو لئے ہوئے ہے، اس سے ہم سب واقف ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ واقعات زمانہ اور اختلاف مواقع کے اعتبار سے کلام کے طرز اور تعریف میں اختصار یا طوالت اختیار کرنا پڑتی ہے، لیکن یہ خیال بھی رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ تعریف طرماً و عکساً جامع و مانع ہو۔ کوئی جزو اصلی تعریف ہے باہر نہ رہ جائے اور کوئی جزو غیر تعریف میں داخل نہ ہو جائے۔ مزید غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمان کی تعریف حسب ذیل ہونی چاہئے۔

”ہر وہ شخص مسلمان ہے جو خدا کو ایک اور آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری بنی ماننا ہو۔ اور ”ضروریات دین“ کو جو اجماع سے ثابت ہیں، دل سے ماننا ہو۔ اور ان کی پابندی کا زبان سے اقرار کرتا ہو۔“

بعتہ: چاڈ کے مسلمان

یہودیوں کے ساتھ ثقافتی، تجارتی اور سفارتی تعلقات استوار کئے۔ اسرائیلی سفیر چاڈ پہنچا تو قاضی القضاۃ اور بعض مسلمان وزراء نے احتجاج کیا جس کی سزائیں یہ لوگ قید و بند میں ڈال دئے گئے یا جلا وطن کر دئے گئے۔ اسرائیلی کا اثر و رسوخ روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اسرائیل نے چاڈ میں فوجی کیمپ قائم کر رکھے ہیں۔ اسرائیلی کے پنجے چاڈ میں اتنے گہرے ہیں کہ چاڈ نے اقوام متحدہ میں عرب اسرائیل تنازعے میں ہمیشہ اسرائیل کے حق میں ووٹ دیا ہے۔ حالانکہ ملک کے پچاس فیصد مسلمانوں کے دل عرب مسلمانوں کی محبت میں دھڑکتے ہیں۔

۲۔ فرانس پس پشت رہ کر ٹومبل بائیسے کو استعمال کر رہا ہے۔ جنوبی علاقے کے بت پرستوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانی جاتی ہے۔

۳۔ چاڈ کی حکومت امریکہ کے زیر اثر جمہوریہ وسطی افریقہ اور کنہاں سے مل کر وسطی افریقی حکومتوں کا وفاق کے نام سے نئی استعماری قوت بنانا چاہتی ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کی جدوجہد کو کچلنے کی تیاریاں ہیں۔ ۴۔ اقتصادی طور پر ملک کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور خاص طور پر مسلمان آبادی کے علاقوں کو معاشی طور پر پسماندہ رکھا گیا ہے۔

ٹومبل بائیسے کی ان پالیسیوں سے نجات پانے کے لئے مسلمانان چاڈ برسرِ پیکار ہیں۔ اور ان کا جرم یہی ہے۔ ”الان یقولوا“